کامل الایمان اور پاک دل لوگوں کی خوابگاہ

بہشتی مقبرہ ۔ قادیان

(برہان احمد ظفر ۔ ناظر نشرواشاعت ۔ قادیان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام مہدی و مسیح موعودؑ کے مقام کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

یُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ

(صحیح مسلم کتاب الفتن)

یعنی آنے والا مسیح موعودؑ لوگوں کو اُن کے جنت میں درجات کے متعلق بتائے گا۔ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کی تکمیل حضرت مسیح موعودؑ کے قیام بہشتی مقبرہ سے بھی ہوئی۔ آپ نے اس سلسلہ میں بیان فرمایا کہ:

''ایک فرشتہ مَیں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اُس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اُس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ اُن برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔

(رسالہ الوصیت صفحہ ۱۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس غرض کے لئے اپنی ملکیتی زمین سے ایک حصہ زمین مختص فرمایا اور اس قبرستان کے لئے آپ نے ان الفاظ میں دُعا کی:۔

''میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہوگئے اور ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یارب العالمین''۔

''پھر مَیں دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہوچکے اور دُنیا کی اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں آمین یارب العالمین''۔

''پھر مَیں تیسری دفعہ دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین۔ یارب العالمین۔

(رسالہ الوصیت صفحہ ۱۹ تا ۲۱)

اسی طرح آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

''واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں''۔ (رسالہ الوصیت صفحہ ۲۵)

حضرت مسیح موعودؑ نے ارادہ خداوندی کے پیش نظر قادیان کے جانب جنوب اپنے باغ کے قریب ہی اپنی ملکیتی جائیداد کا ایک حصہ اس غرض کیلئے مختص فرمایا۔

اس قبرستان میں جس کامل الایمان کو سب سے پہلے جگہ نصیب ہوئی ان کا نام حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے ایک جلیل القدر عالم تھے۔ روایات میں ذکر آتا ہے کہ جہاں آپ کا خطاب ہوتا لوگوں کا ہجوم اکٹھا ہوجاتا تا آپ کی آواز میں ایک سحر تھا جو ہر دل کو اپنی طرف کھینچ لیتا۔ جب حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لائے اور بیعت کی تو اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں بیچ دیا اور اپنا مسکن اس قادیان کو ٹھہرالیا۔ آپ پل بھر کیلئے بھی



حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کی یادگاریں جن کی تدفین کسی اور مقام پر ہے۔

بہشتی مقبرہ۔قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جدا ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ مسجد مبارک میں نمازیں پڑھاتے اور جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ آپ بڑی خوش الحانی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ کی قبر قطعہ نمبرا میں موجود ہے۔

جب آپ بیمار ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ آپ کا علاج کروا رہے تھے اور یہ امید ظاہر ہو رہی تھی کہ اب آپ چند دنوں میں چلنے پھرنے کے قابل ہو جائیں گے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی صاحبؓ کو پیغام بھجوایا کہ:

''جو شخص ایک سخت اور مہلک مرض سے صحت یاب ہوتا ہے وہ گویا ایک نئی ہستی میں سے پاک اور صاف ہو کر نکلتا ہے اور اس کی دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے آپ میرے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت دین کے کام میں جو میرے سپرد ہوا ہے مدد کرے اور کامیاب فرماوے''۔

مولوی عبدالکریم صاحبؓ آپ کا یہ پیغام سن کر رو پڑے اور بہت دیر تک حضرت اقدس کے اخلاق اور محبت و شفقت کا ذکر کرتے رہے''

(مجدد اعظم جلد دوم صفحہ ۱۰۲۷)

یہ دو طرفہ محبت جو کامل ایمان ہی کا نتیجہ تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کی وفات کے ساتھ ہی بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھی۔ حضورؑ نے فرمایا۔

''اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی۔ میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلد انتظام کیا جائے اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کیلئے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بناوے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو''۔

(رسالہ الوصیت صفحہ 19-20)

جب مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ کی وفات ہوئی اس وقت آپ کو عام قبرستان میں ایک تابوت میں رکھ کر امانتاً دفن کیا گیا۔ اور جب بہشتی مقبرہ بن گیا تو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۶ دسمبر ۱۹۰۵ء کو آپ کا تابوت قبر سے نکالا گیا اور ۲۷ دسمبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو سب سے پہلے آپ کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کا کتبہ بھی لگایا گیا اس کے لئے نظم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خود تصنیف فرمائی۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے:

کے تواں کردن شمار خوبی عبدالکریم
آنکہ جاں داد از شجاعت بر صراطِ مستقیم

اور آخری اشعار اس طرح ہیں۔

اے خدا بر تربتِ اُو بارشِ رحمت ببار
داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم
نیز ما را از بلا ہائے زماں محفوظ دار
تکیہ گاہ ما توئی اے قادرِ ربِّ رحیم

❀❀❀❀❀

بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے والا ہر شخص سب سے اوّل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک پر دُعا کرتا ہے تو ساتھ ہی آپ کے پہلو میں اس جاں نثار کی قبر کو بھی دیکھتا ہے جس کے کتبہ پر لکھا ہے:

''مزار مبارک حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل حافظ حاجی حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھیرویؓ۔ جن کی شان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامّت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی فدائیت اور جانثاری کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ نے اپنے وجود کا ذرّہ ذرّہ اس راہ میں قربان کردیا اور آپ حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعاؤں کا ثمر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے متعلق لکھا ہے:۔

''مَیں رات دن خدا تعالیٰ کے حضور چلاّتا اور عرض کرتا تھا کہ اے میرے رب میرا کون ناصر و مددگار ہے۔ مَیں تنہا ہوں اور جب دُعا کا ہاتھ پے در پے اٹھا اور فضائے آسمانی میری دعاؤں سے بھر گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزی اور دُعا کو شرف قبولیت بخشا اور رب العالمین کی رحمت نے جوش مارا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص صدیق عطا فرمایا ...... اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے...... جب وہ میرے پاس آکر مجھ سے ملا تو میں نے اُسے اپنے رب کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ میری اس دُعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا۔ اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔ اور میں لوگوں کی مدح کرنا اور اُن کے شمائل کی اشاعت کرنا اس خوف سے بُرا سمجھتا تھا کہ مبادا انہیں نقصان پہنچائے مگر میں اسے اُن لوگوں سے پاتا ہوں جن کے نفسانی جذبات شکستہ اور طبعی شہوات مٹ گئی ہیں اور اُن کے متعلق اس قسم کا خوف نہیں کیا جاسکتا............ وہ میری محبت میں قسم قسم کی ملامتیں اور بدزبانیاں اور وطن مالوف اور دوستوں سے مفارقت اختیار کرتا ہے اور میرا کلام سننے کیلئے اس پر وطن کی جدائی آسان ہے۔ اور میرے مقام کی محبت کے لئے اپنے اصلی وطن کی یاد بھلا دیتا ہے اور ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفّس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے''۔

(ترجمہ از عربی عبارت مندرجہ' آئینہ کمالات اسلام'۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۸۱ تا ۵۸۲)

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک مرتبہ خط میں لکھا:۔

''میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔ نیز لکھا: ''دُعا فرمائیں کہ میری موت صدیقوں کی موت ہو''۔

خدا تعالیٰ نے اس کامل الایمان وجود کی دُعاؤں کو سنا۔ نہ صرف صدیقوں جیسی موت ہوئی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں دفن ہونے کی بھی سعادت پائی۔

❀❀❀❀❀

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک کے بالکل سامنے نظر کریں تو نہایت ہی جلیل القدر صحابہ اور صحابیات کی قبروں پر نظر پڑتی ہے جن میں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ خسر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت نانی اماں جان سیدہ بیگم صاحبہؓ خوشدامن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے علاوہ حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ اور حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ اور پھر حضرت سیدہ امّ طاہر رضی اللہ عنہا کی قبریں ہیں۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس زمانہ میں ہوا جب آپ براہین احمدیہ لکھ رہے تھے اور بعہدہ اوورسیر قادیان میں بھی کچھ عرصہ رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاص عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ آپ نے دُعا کیلئے خط لکھا اس میں اس بات کا بھی ذکر فرمایا کہ دعا کرو مجھے خدا تعالیٰ نیک اور صالح داماد عطا فرمادے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت میر صاحبؓ کو لکھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے کہ جیسا تمہارا عمدہ خاندان ہے ویسا ہی تم کو سادات کے عالیشان خاندان میں زوجہ عطا کروں گا اور اس نکاح میں برکت ہوگی اور لکھا کہ آپ مجھ پر نیک ظنی کرکے اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردیں۔ جس پر آپ راضی ہوگئے اس طرح یہ تعلق رشتہ داری میں تبدیل ہوگیا۔

نور ہسپتال میں ناصر وارڈ آپ کی کاوشوں سے قائم ہوا۔ غریبوں کے لئے دار الضعفاء کا قیام آپ کی یادگار ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے تعمیراتی کام کئے۔ آپ کے کتبہ پر جو عبارت درج ہے وہ اس طرح ہے'' حضرت میر

ناصر نواب صاحب خسر حضرت مسیح موعودؑ نہایت یک رنگ صاف باطن، خدا کا خوف دل میں رکھنے والے، اللہ اور رسول کی اتباع کو سب سے مقدم سمجھنے والے، سچائی کو شجاعت قلب سے بلا توقف قبول کرنے والے، حب للہ وبغض للہ پر عامل اور مداہنہ سے متنفر (مسیح موعود)

ضعیفی تک سلسلہ کا کام جوانوں والی مستعدی اور ہمت کے ساتھ کرتے رہے۔ مسجد نور ُدار الضعفاء ٗ شفا خانہ نور، احمدی مقبرہ قادیان وغیرہ ان کی یادگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں بھی مسیح موعودؑ کی معیّت میں رکھے۔

وطنِ دہلی قوم سادات اولاد خواجہ میر درد دہلوی۔ عمر ۸۰ سال تاریخ وفات بروز جمعہ ۲۰ صفر ۱۳۴۳ء مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۲۴ء"۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے ساتھ ہی حضرت نانی اماں جان سیدہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر ہے۔ بیوی کی کامل الایمانی، نیکی، پارسائی تقویٰ وطہارت پر خاوند سے بڑھ کر اور کون گواہ ہو سکتا ہے۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"اس بابرکت بیوی نے جس سے میرا پالا پڑا تھا مجھے بہت ہی آرام دیا اور نہایت ہی وفاداری سے میرے ساتھ اوقات بسری کی۔ اور ہمیشہ مجھے نیک صلاح دیتی رہی اور کبھی بے جا مجھ پر دباؤ نہیں ڈالا، نہ مجھ کو میری طاقت سے بڑھ کر تکلیف دی۔ میرے بچوں کو بہت ہی شفقت اور جانفشانی سے پالا۔ نہ کبھی بچوں کو کوسا، نہ مارا۔ اللہ تعالیٰ اسے دین و دنیا میں سرخرو رکھے۔ اور بعد انتقال جنت الفردوس عنایت فرمائے۔ بہرحال عسر و یسر میں میرا ساتھ دیا۔ جس کو میں نے مانا اس کو اس نے مانا جس کو میں نے پیر بنایا اس نے بھی اس سے بلا تامل بیعت کی۔ چنانچہ عبد اللہ صاحب غزنوی کی میرے ساتھ بیعت کی۔ نیز مرزا صاحب کو جب میں نے تسلیم کیا تو اس نے بھی مان لیا ایسی بیویاں بھی دنیا میں کم میسر آتی ہیں"۔ (حیات ناصر صفحہ ۶.۵)

حضرت سیدہ امّ طاہر رضی اللہ عنہا کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اور حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی والدہ مہربان تھیں۔ آپ کی خدمت دین، خدمت خلق اور مخلصانہ وفا پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت سیدہ اُمِ طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ وصیت نمبر ۲۱۱۰۔ پیدائش ۱۹۰۵ء، وفات ۵ مارچ ۱۹۴۴ء۔

ان کا نام مریم تھا۔ ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب مرحوم کی لڑکی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو اپنے خاندان کے لئے خود چنا تھا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم سے جب دونوں ہی بچے تھے ان کی شادی کر دی تھی۔ مبارک احمد کی وفات کے بعد بوجہ ایک پیر خاندان ہونے کے جب مجھے معلوم ہوا کہ ان کے رشتہ دار لڑکی کی دوسری شادی سے گریز کر رہے ہیں۔ اور زیادہ سے زیادہ اس بات پر رضامند ہیں کہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں ہی کہیں شادی ہو جائے تو میں نے ان سے اپنی تیسری شادی کی۔ تعلیم کم تھی مگر نہایت درجہ کی ذہین تھیں۔ جتنا بھی علم حاصل تھا اس کو خوب اچھی طرح استعمال کر سکتی تھیں۔ خدمت مذہب اور خدمت خلق کا بے انتہا شوق تھا۔ طبیعت میں تیزی تھی لیکن وہ تیزی بہت حد تک ان کے لئے خدمات کا موجب بن گئی۔ وقت پر مصیبت کے مطابق وہ اپنے حوصلہ کو بڑھا لینے کی عادی تھیں۔ اور بجائے عام عورتوں کی طرح گھبراہٹ کا موجب بننے کے تسلی کا موجب ہوا کرتی تھیں۔ سلسلہ پر کئی نازک موقعے آئے جن میں بعض دفعہ مجھے راتوں کا کام کرنا پڑا اس وقت بغیر ہچکچاہٹ اور بغیر کسی گھبراہٹ کے اظہار کے باوجود بیماری کے انہوں نے میرے ساتھ کام کیا اور میرے لئے سکون اور تسلی کا موجب ہوئیں۔ ۳۸ سال کی عمر میں گویا جوانی میں ہی وہ فوت ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے روحانی مدارج کو بلند فرمائے۔ خاکسار

مرزا محمود احمدؐ۔ خلیفة المسیح الثانی"



مزار مبارک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

قطعہ خاص کی چاردیواری میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف مالیر کوٹلہ کا بھی مزار ہے۔ آپ نے ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام میں آپ کو "حجة اللہ" کے نام سے یاد کیا گیا اور آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دامادی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ:

"جوان صالح۔ ان کی خداداد فطرت بہت سلیم اور معتدل ہے۔ التزام نماز میں اہتمام ہے۔ منکرات و مکروہات سے بکلی مجتنب ہیں۔ مجھے ایسے شخص کی خوش قسمتی پر رشک ہے جس کا ایک ایسا صالح بیٹا ہو"۔

نیز فرمایا:۔

"میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسی کہ اپنے فرزند عزیزم سے محبت ہوتی ہے اور دُعا کرتا ہوں کہ اس جہان کے بعد بھی خدا تعالیٰ ہمیں دار السلام میں آپ کی ملاقات کی خوشی دکھائے۔"

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک موعود بیٹے کی بشارت دی اور اس کے الہامی جملوں میں فرمایا کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" اور ساتھ ہی لکھا اس کی سمجھ نہیں آئی۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ آئندہ تیری نسل چلے گی اور تیرے آباء کی نسل منقطع کر دی جائے گی۔ اس نشان کا پورا ہونا بھی ایمان کو جلا بخشتا ہے کہ ایک طرف آپ پر ایمان نہ لانے والوں کی نسل منقطع ہو گئی اور دوسری طرف حضرت مرزا سلطان احمد صاحب جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے اور آپ کی زندگی میں تو آپ کو قبول کرنے کی توفیق نہ پائی لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے اور تین کو چار کرنے والی پیشگوئی بھی آپ کے ذریعہ پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آپ بھی آخر ایک دن ان کامل الایمان لوگوں میں شامل ہوں گے اس لئے آپ کی نسل کو بھی بڑھا دیا جو کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بے لوث خدمت کر رہی ہے اور بعد وفات اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی کامل الایمان لوگوں کے قرب میں جگہ دی۔ آپ کی قبر حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ کی قبر کے بالکل ساتھ ہے۔



بہشتی مقبرہ کے اس حصہ میں جہاں سے قبریں شروع ہوتی ہیں جب آپ داخل ہوں تو اندر قطعہ خاص کی چاردیواری کے باہر بائیں جانب قطعہ نمبر ۳ ہے۔ اس میں جو قبر سب سے پہلے دکھائی دیتی ہے وہ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آپ کا شجرۂ نسب سید عبد القادر جیلانیؒ سے ملتا ہے۔ آپ کو حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب بھیروی رضی اللہ عنہ کی شاگردی کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپ کا حافظہ بلا کا تھا۔ ایک مرتبہ سبق دہرا لینے پر ہی آپ کو یاد ہو جاتا تھا۔ حصول علم کے لئے گھر کو بھی خیرباد کہہ دیا۔ آپ علمِ صرف ونحو اور فلسفہ کے بڑے ماہر تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں آپؓ نے ۱۹۰۲ء میں بمقام مُدّ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مباحثہ کیا جس کا حضور علیہ السلام نے اپنے اعجازی قصیدہ مندرجہ "اعجاز احمدی" میں ذکر فرمایا ہے۔

حضرت مولوی صاحب بہت دُعا گو تھے۔ خوابوں کی بناء پر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ بیعت کے بعد شدید مخالفت ہوئی۔ آپ کے قتل کے منصوبے تک بنائے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شر سے محفوظ رکھا۔ آپ زبردست مناظر تھے۔ علماء آپ سے مناظرہ کرنے سے خوف کھاتے تھے۔ آخر آپ ہجرت کر کے قادیان تشریف لے آئے اور پھر ساری زندگی قادیان کی بستی میں ہی گزار دی۔ آپ کے کتبہ پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی ایک تحریر یوں درج ہے:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی اور قادیان ہجرت کر کے سالہا سال حضورؑ کی خدمت میں گزارے۔ نہایت بلند پایہ جید عالم تھے اور علوم اسلامی پر بڑی وسیع نظر رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی انہیں بڑی قدر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب مرحومؓ کی وفات کے بعد حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب قادیان میں نہیں ہوتے تھے تو حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہی مسجد مبارک میں نمازیں اور جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ سالہا سال جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے اور لمبے عرصہ تک صیغہ بہشتی مقبرہ کے سیکرٹری بھی رہے۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرمائے۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ)"

حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب کی قبر سے آگے نکلیں تو اُسی لائن میں دوسری قبر جماعت کے نہایت ہی پیارے اور فدائی بزرگ حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔ آپ کی سعادت مندی بھی کمال کی تھی۔ آپ نے چھوٹی عمر میں ہی ہندو مذہب کو ترک کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور قادیان ہی میں رہائش اختیار کر لی اور سب کچھ اسلام پر قربان کر دیا۔ آپ کے والد صاحب کو علم ہوا کہ وہ قادیان آ کر آپ کو واپس لے گئے۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ اپنے گھر چلے جائیں لیکن والد کا خیال کرتے ہوئے آپ نے اجازت دی۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ شاید واپس نہ آئیں گے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "ہمارا ہوگا تو واپس آ جائے گا"۔

قید و بند کی تکلیفیں جھیلنے کے باوجود آپ پھر واپس قادیان آ گئے اور ساری زندگی بڑی عاشقانہ وفا کے ساتھ گزاری۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نہایت درجہ محبت تھی۔ حضور نے جو آخری سفر لاہور کا کیا اس میں بھی آپ ساتھ تھے اور قادیان میں "مقام ظہور قدرت ثانیہ" آپ ہی کے بتانے پر نشان زد کیا گیا۔ پھر ہجرت قادیان کے بعد درویشی کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔ اور جنازہ گاہ کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ کو ٹھیک کیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے آپ کے کتبہ پر لکھا ہے۔

"حضرت بھائی صاحب نے ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ نہایت مخلص اور محبت کرنے والے فدائی بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری سفر لاہور میں حضورؑ کے ساتھ رہے اور حضور کے غسل وکفن وتدفین میں حصہ لینے کی سعادت پائی اور عمر کا آخری حصہ قادیان کی درویشی زندگی میں گزرا بتاریخ 6 جنوری 1961ء سفر کی حالت میں قریباً ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور جنازہ ربوہ سے قادیان پہنچایا گیا۔ حضرت بھائی صاحب کی خواہش تھی کہ ان کی قبر پر یہ الفاظ لکھے جائیں:۔

غلام وخادم سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک
علیہ الوف الصلوٰۃ وخاندان احمدؐ"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض صحابہ ایسے بھی تھے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی الہام ہوتا تو وہ بھی اس سے حصہ پاتے تھے لیکن ایک واقعہ تاریخ احمدیت میں یوں بھی ملتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مرتبہ دوپہر کو مسجد مبارک کے پاس ایک کمرہ میں آرام فرما رہے تھے اور حضرت منشی عبد اللہ صاحب سنوریؓ آپ کو دبا رہے تھے تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں پر تازہ تازہ سرخ سیاہی کے چھینٹے پڑے دیکھے۔ آپ نے ادھر ادھر دیکھا کہیں سے یہ چھینٹے آنے کے آثار نہ تھے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیدار ہوئے تو حضرت عبد اللہ صاحب سنوریؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ان چھینٹوں کے بارہ میں پوچھا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بتایا

کہ عالم کشف میں بعض قضاء وقدر کے معاملات جو آئندہ ہونے والے ہیں وہ مَیں نے دستخط کروانے کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کئے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر دستخط کرنے کیلئے قلم سیاہی کی دوات میں ڈالا اور اس پر لگی زائد سیاہی میری طرف کرکے چھڑک دی اور ان کاغذات پر دستخط کردئے، یہ وہ سرخ نشان ہیں جو کپڑوں پر ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے پر بھی دیکھو کوئی چھینٹا تم پر بھی پڑا ہے تو دیکھا کہ سیاہی کا ایک چھینٹا آپ کی ٹوپی پر بھی تھا۔

حضرت منشی صاحب وہ وجود تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف سے ظاہر میں بھی ایک نشان پایا۔ آپ ایک صاف دل اور سینہ رکھتے تھے صدیق اور وفادار عاشقوں میں سے تھے۔ اسلام واحمدیت کی خاطر بے دریغ قربانی کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آپ نے وہ سرخ نشانوں والا کرتہ مانگ لیا اور حضورؑ نے اس شرط پر عنایت فرمایا کہ وفات کے وقت میت کے ساتھ یہ کرتہ بھی دفن کردیا جائے تا لوگوں میں بعد میں اس سے شرک نہ راہ پائے۔ چنانچہ حضرت منشی عبداللہ صاحب سنوریؓ کی وفات ۷/اکتوبر ۱۹۲۷ء کو ہوئی اور یہ کپڑا بھی آپ کی نعش کے ساتھ دفن کردیا گیا۔ یہ قبر حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحبؓ کی قبر کے سامنے کی طرف ایک قبر چھوڑ کر ہے۔ جب بھی ان کی قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان نشانات کی یاد میں ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔

قطعہ نمبر ۳ تیسری رو میں جب ہم مغربی جانب جائیں تو ہاں ایک کتبہ پر حسین بی بی بنت چوہدری الٰہی بخش صاحب مرحوم کا نام دکھائی دیتا ہے۔ یہ بزرگ خاتون حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی والدہ ہیں۔ شروع سے ہی بزرگی اور سعادت مندی میں شہرہ رکھتی تھیں۔ اللہ پر کامل یقین تھا۔ تین چار بچے پیدا ہوئے اور فوت ہوگئے۔ آپ کو شرک سے نہایت درجہ نفرت تھی اور کبھی بھی ان کی طرف رغبت پیدا نہ ہوئی اور ہمیشہ یہی خیال رہا ہے کہ اللہ کی رضاء پر راضی ہوں۔ پھر اس استقامت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے جو اولاد عطا کی وہ بھی معمولی نہ تھی بلکہ آیت اللہ اور صاحب کشف والہام تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا کے ذریعہ ہی شناخت کیا اور اپنے شوہر سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تحریر ان کے کتبہ پر یوں درج ہے:۔

"چوہدری نصر اللہ خان مرحوم کی زوجہ عزیزم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سلمہ اللہ کی والدہ صاحب کشف و رؤیا تھیں۔ رویا ہی کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت نصیب ہوئی اور اپنے مرحوم خاوند سے پہلے بیعت خلافت کی۔ دین کی عزت بدرجہ کمال تھی اور کلام حق کے پہنچانے میں نڈر تھیں۔ غرباء کی خیرگری کی صفت سے متصف اور غریبانہ زندگی بسر کرنے کی عادی نیک بیوی اور ودود والدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے نیک شوہر کو جو نہایت مؤدب و مخلص خادم سلسلہ تھے اپنے انعامات سے حصہ دے اور ان کی اولاد کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین"۔

دوسرا نام اسی قبر کے بالکل سامنے کی طرف جو کہ جنوبی جانب بنتی ہے حضرت چوہدری نصر اللہ خان صاحبؓ کا ہے۔ یہ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے والد تھے۔ آپ نے اس زمانہ میں بیعت کی جب حضور علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ آپ وکالت کا پیشہ کرتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک پر آپ نے وکالت کا پیشہ چھوڑ کر دین کی راہ میں زندگی وقف کردی اور ساری زندگی اخلاص کا وہ نمونہ دکھلایا جس کی مثالیں کم دکھائی دیتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے آپ کے متعلق لکھا:

چوہدری نصر اللہ صاحب صاحب پلیڈر سیالکوٹ ۱۹۰۳ء میں سیالکوٹ کے مقام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر کے ایام میں بیعت میں شامل ہوئے۔ لیکن اخلاص رکھتے تھے۔ اور آپ کی اہلیہ صاحبہ خوابوں کی بناء پر آپ سے پہلے بیعت کرچکی تھیں۔ نہایت شریف الطبع سنجیدہ مزاج مخلص انسان تھے۔ بہت جلد جلد اخلاص میں ترقی کی۔ بڑی عمر میں قرآن حفظ کیا۔ آخر میری تحریک پر وکالت کا پیشہ جس میں آپ بہت کامیاب تھے ترک کرکے دین کے کاموں کیلئے بقیہ زندگی وقف کی اور اعلیٰ اخلاص کے ساتھ جس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ترقی ہوتی گئی قادیان آبیٹھے۔ اس دوران میں حج بھی کیا۔ مَیں نے انہیں ناظر اعلیٰ کا کام بھی سپرد کیا تھا جسے انہوں نے نہایت محبت اور اخلاص سے پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ساتھ میری خوشنودی اور احمدی بھائیوں کے فائدہ اور ترقی کو ہمیشہ مدنظر رکھا۔ ساتھ کام کرنے کی وجہ سے میں نے دیکھا کہ نگہ دوربین تھی۔ باریک اشارے کو سمجھتے اور ایسی نیک نیتی کے ساتھ کام کرتے کہ میرا دل محبت اور قدر کے جذبات سے بھر جاتا۔ اور آج تک اس کی یاد دل کو گرما دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان کے مدارج کو بلند کرے اور ان کی اولاد کو اسی رنگ میں ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کی توفیق دے اور ایسے لوگوں کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ کثرت سے ہمارے سلسلہ میں پیدا ہوتے رہیں۔ اللھم آمین۔

حضرت منشی اروڑے خان صاحب کپورتھلہ کا مزار بھی اسی قطعہ میں موجود ہے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بے پناہ عشق تھا اور پھر قبولیت دُعا کا آپ نشان بھی تھے۔

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے کامل الایمان لوگوں میں سے کس کس کا ذکر کیا جائے۔ ہر شخص اپنے اندر ایسی ہی فدائیت کا جوش رکھتا تھا اور ان لوگوں نے اپنا سب کچھ خدا کے حضور پیش کرتے ہوئے بہشتی مقبرہ میں جگہ پائی اور خدا نے آئندہ آنے والی نسلوں کی خاطر ان کامل الایمان لوگوں کو ایک جگہ جمع کردیا تاکہ وہ انہیں دیکھ کر اپنے ایمانوں کو بڑھا سکیں۔

بہشتی مقبرہ میں جہاں دفن ہونے والے کامل الایمان لوگوں کی قبریں ہیں اس کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی یادگاریں بھی ہیں جن کی میت تو یہاں نہ پہنچ سکی لیکن وہ اس مقام تک پہنچے کہ کامل الایمان والوں کے ساتھ کھڑے ہوسکیں۔ ایسے لوگوں کے یادگار کتبے بھی بہشتی مقبرہ میں موجود ہیں۔ ان میں سے تین وہ بھی ہیں جنہوں نے خدا کی خاطر اور خدا کے نام پر کابل کی سرزمین میں اپنا خون بہایا۔ یہ تینوں کتبے قطعہ خاص میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک نام حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ شہید کابل کا ہے۔ دوسرا حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحبؓ مرحوم شہید کا ہے اور تیسرا حضرت مولوی صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شہزادہ عبداللطیف صاحب شہیدؓ کی وفات پر لکھا۔

"عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا۔"

اور پھر یہ الہام بھی تھا کہ:

"کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کے متعلق فارسی میں ایک لمبی نظم لکھی۔ اس میں سے چند اشعار آپ کے کتبہ پر کندہ ہیں جو اس طرح ہیں۔

آں جواں مرد و حبیبِ کردگار
جوھر خود کرد آخر آشکار
نقدِ جاں از بہرِ جاناں باختہ
دل ازیں فانی سرا پرداختہ
پر خطر ہست ایں بیابانِ حیات
صد ہزاراں اژدہائش در جہات
صد ہزاراں آتشے در آسماں
صد ہزاراں سیلِ خونخوار و دماں
صد ہزاراں فرسخے تا کوئے یار
دشتِ پر خار و بلایش صد ہزار
بنگر ایں شوخی ازاں شیخِ عجم
ایں بیاباں کرد طے از یک قدم
بیں کہ ایں عبداللطیف پاک مرد
چوں پئے حق خویشتن برباد کرد



خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کو سنا اور پوری دُنیا سے کامل الایمان اور صدق وصفا رکھنے والے لوگوں کو اس قبرستان میں جمع کردیا اور یہ بہشتی مقبرہ ہمیشہ ہی آئندہ آنے والی نسلوں کیلئے ازدیاد ایمان کا موجب بنا رہے گا۔ خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ ان تمام مرحومین کے درجات بلند سے بلند تر فرماتا چلا جائے اور آنے والی نسلوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔



بہشتی مقبرہ

یہاں مدفون ہیں کچھ پاک سیرت پارسا بندے
یہ تھے اہل صفا، اہلِ رضا، اہل خدا بندے
چمک ملتی ہے افزوں ٹوٹنے والے ستاروں کو
تڑپ نے کر دیا ہے جاوداں سیماب پاروں کو
یہ وہ ہیں نعرۂ لبیک جن کے تا فلک اُٹھے
یہ وہ ہیں جن کے دل سے شعلۂ وحدت بھڑک اٹھے
انہیں نے دین پر قرباں کیا ہے جان و مال اپنا
انہی نے راہِ مولا میں دیا ہے بال بال اپنا
یہ گورستان ہے یا زندہ انسانوں کی بستی ہے
نہیں ہے نیستی کا نام بھی ہستی ہی ہستی ہے
انہی نے سَابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن کا مرتبہ پایا
مسیحا کو سلامِ سرورِ کونینؐ پہنچایا

(روشن دین تنویرؔ)